چلوسک ملوسک
اور جلاد بادشاہ

ناشران ـــــ اشرف قریشی
ـــــ یوسف قریشی
پرنٹر ـــــ محمد یونس
طابع ـــــ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ـــــ ٦/ روپے

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو نے کئی روز تک ٹارزن کے مہمان رہنے کے بعد آخرکار ایک روز وہاں سے جانے کا فیصلہ کیا اور جب انہوں نے ٹارزن سے اس سلسلے میں بات کی تو پہلے تو ٹارزن نے انہیں کچھ اور دن رُکنے کے لئے کہا مگر ان کے بے حد اصرار پر آخرکار اس نے انہیں جانے کی اجازت دیتے ہوئے کہا۔

"چلوسک ملوسک! مجھے بے حد خوشی ہے کہ تم لوگوں نے ظالموں کے خلاف کام کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ مگر اب تم نے کہاں جانے

کا پروگرام بنایا ہے ؟"

"ٹارزن! ہیلی کاپٹر ہمارے پاس ہے۔ اور اس کی ٹنکی پٹرول سے بھری ہوئی ہے۔ ہم نے تو یہی فیصلہ کیا ہوا ہے کہ جہاں اس کا پٹرول ختم ہو گا وہیں اتر پڑیں گے۔ آگے کیا ہو گا یہ دیکھا جائے گا۔" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا خدا حافظ۔" ٹارزن نے انہیں گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تینوں قریب ہی ایک کھلی جگہ پر کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔ ٹارزن باہر کھڑا رہا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا اور ٹارزن ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں الوداع کہتا رہا۔ جواب میں چلوسک ملوسک اور ڈمبالو نے بھی ہاتھ ہلائے۔ اور پھر جوں جوں ہیلی کاپٹر بلندی کی طرف پرواز کرتا گیا ٹارزن چھوٹا ہوتا ہوا آخرکار نظروں سے اوجھل ہو گیا اور ملوسک جو ہیلی کاپٹر کی کھڑکی

نوٹ: اس کے لئے انتہائی دلچسپ کتاب پڑھیں "چلوسک ملوسک ٹارزن اور خطرناک لڑکی"

سے جھانک کر ٹارزن کو دیکھ رہا تھا نے ایک طویل سانس لے کر سر اندر کر لیا۔

"بہت بہادر اور عقلمند آدمی ہے یہ" ملوسک نے چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا جو ہیلی کاپٹر چلانے میں مصروف تھا۔

"ہاں۔ اب تک تو کہانیوں کی کتابوں میں ہی اس کے قصے پڑھتے رہے تھے مگر اب ملاقات ہونے پر معلوم ہوا ہے کہ ٹارزن تو ان قصوں سے کہیں زیادہ بہادر اور عقلمند ہے۔" چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بار بار ٹارزن کو بہادر کہے جا رہے ہو میرے متعلق کوئی بات ہی نہیں کرتے۔" پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ڈمبالو سے جب برداشت نہ ہو سکا تو آخرکار وہ بول ہی پڑا۔ اس کا لہجہ بیحد جھنجلایا ہوا تھا۔

"تمہارے متعلق کیا بات کریں تم تو بہادر ترین آدمی ہو۔" ملوسک نے مڑ کر ڈمبالو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بات ہوئی ناں۔ مجھ سے زیادہ بہادر دنیا میں کون ہو سکتا ہے۔" ڈمبالو نے بڑے فخریہ انداز میں سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"مگر تم میں اور ٹارزن میں ایک فرق ہے۔ ٹارزن بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ عقلمند بھی ہے جبکہ تمہارا عقل والا خانہ بالکل خالی ہے۔" چلوسک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ہو ہو ہو۔ تم بھی کیا باتیں کرتے ہو میرا تو خانہ ہی نہیں ہے۔ خالی کہاں ہو سکتا ہے۔" ڈمبالو نے اپنے طور پر بڑی عقلمندانہ بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی تمہارے پاس تو سرے سے عقل کا خانہ ہی نہیں ہے۔" چلوسک نے بے تحاشا ہنستے ہوئے کہا۔

"ملوسک دیکھو کتنی خوبصورت پہاڑیاں ہیں۔" اچانک چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ملوسک کے ساتھ ساتھ ڈمبالو

بھی سب باتیں بھول کر نیچے دیکھنے لگا۔

"واہ واہ یہ تو سونے کی پہاڑیاں معلوم ہوتی ہیں۔ کیسے سورج کی روشنی میں چمک رہی ہیں۔" ملوسک نے تعریف بھرے لہجے میں کہا۔

"سونے کی تو ظاہر ہے نہیں ہو سکتیں ورنہ اب تک لوگ انہیں اکھاڑ کر لے جاتے۔ بہرحال بہت خوبصورت ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔

اور پھر ہیلی کاپٹر ان پہاڑیوں پر سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پہاڑیوں کے دوسری طرف بہت وسیع سمندر تھا۔ جدھر تک نظر جاتی تھی نیلا پانی ہی پانی تھا، جس میں بڑی بڑی لہریں اُبھر اور ڈوب رہی تھیں۔

ان کا ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک چلوسک کی نظر سامنے لگے ہوئے بے شمار چھوٹے رنگ برنگے جلتے بجھتے بلبوں کے درمیان ایک

کافی بڑے سرخ رنگ کے بلب پہ پڑی ہو
اچانک ہی جل اٹھا تھا اور پھر اس کیساتھ
ہی ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔
"یہ کیسی سیٹی ہے" ملوسک بھی آواز سن
کر چونک پڑا۔

"معلوم نہیں۔ یہ بلب اچانک جل اٹھا
ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سیٹی بجنے لگی ہے"
چلوسک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر
اس نے آگے کی طرف جھک کر بلب کو
غور سے دیکھا۔ بلب کے نیچے کچھ لکھا ہوا
تھا۔ جو بہت باریک تھا۔ چلوسک اور آگے
جھک آیا۔

اور پھر جب اس نے وہ عبارت پڑھی
تو اس کا سانس رکنے لگا۔ اس بلب کے
جلنے کا مطلب تھا کہ انجن میں کوئی خرابی
پیدا ہو گئی ہے اور ہیلی کاپٹر جلد از جلد
نیچے اتار لیا جائے۔ مگر ظاہر ہے وہ اس
وقت ہیلی کاپٹر کہاں اتارتا۔ نیچے تو ہر طرف
ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی ہی پانی تھا۔ ظاہر ہے

یقینی موت سامنے تھی۔ اس کا رنگ یکدم زرد
پڑ گیا۔

"کیا بات ہے چلوسک" ملوسک جو اُسے
غور سے دیکھ رہا تھا، اس کی حالت دیکھ کر
چونک پڑا۔

"انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے اور
ہمیں ہیلی کاپٹر فوراً نیچے اتارنا ہو گا" چلوسک
نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"مگر نیچے تو پانی ہی پانی ہے" ملوسک نے
بھی گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"کوئی بات نہیں پانی میں اتار لو۔ مجھے
پیاس بھی لگی ہوئی ہے۔ میں پانی بھی پی لوں
گا" ڈمبالو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔ اب ظاہر ہے وہ اس کی
بات کا کیا جواب دیتے۔ خاموش رہے۔

اسی اثناء میں ہیلی کاپٹر کو زور زور سے
جھٹکے لگنے شروع ہو گئے۔ اور اس کے انجن

سے عجیب سی آوازیں اُبھرنے لگیں۔ چلوسک کے
لئے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ
وہ ہیلی کاپٹر کو سمندر میں اتار دیتا کیونکہ
اسے اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اگر
ہیلی کاپٹر کو فوراً نہ اتارا گیا تو اس کا
انجن فضا میں ہی پھٹ جائے گا اور پھر
ہیلی کاپٹر کے ساتھ ان کے اپنے بھی پرخچے
اڑ جائیں گے۔ اس نے پھُرتی سے انجن بند
کر دیا اور ہیلی کاپٹر گولی کی سی رفتار
سے نیچے سمندر کی طرف گرنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔ اس طرح تو ہم
ایک زور دار دھاکے سے پانی میں جا
گریں گے اور ہیلی کاپٹر کے ساتھ تباہ ہو
جائیں گے۔" ملوسک نے چیخ کر کہا۔

"میں سمجھتا ہوں تم فکر نہ کرو" چلوسک
نے جواب دیا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر
پانی کے قریب پہنچا اس نے بٹن دبا کر
انجن چالو کر دیا۔ انجن میں سے گڑگڑاہٹ
کی سی آوازیں تو ضرور نکلیں مگر اس کا

یہ فائدہ ہوا کہ ہیلی کاپٹر جو انتہائی تیز رفتاری
سے نیچے گر رہا تھا ایک جھٹکے سے رُک
گیا۔ اور پھر اوپر کو اٹھنے لگا۔ مگر اسی
لمحے چلوسک نے اس کا انجن دوبارہ بند
کر دیا۔ اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر نیچے
گرنے لگا۔ مگر جیسے ہی وہ پانی کی سطح
کے بالکل قریب پہنچا۔ چلوسک نے ایکبار
پھر اس کا انجن چلایا اور ہیلی کاپٹر جیسے
ہی جھٹکے سے رُکا اس نے انجن بند کر دیا
اور پھر ہیلی کاپٹر یوں پانی پر ٹک گیا
جیسے وہ زمین پر اترا ہو۔

"جلدی سے کھڑکیاں بند کرو ورنہ ہیلی کاپٹر
ڈوب جائے گا" چلوسک نے کہا اور ملوسک
اور ڈمبالو نے پھُرتی سے کھڑکیاں بند کر دیں
چلوسک نے بھی اپنی طرف کی کھڑکی بند
کر دی تھی۔ اس طرح چونکہ پانی اندر داخل
نہ ہو سکا تھا اس لئے آدھا ہیلی کاپٹر
پانی میں ڈوب گیا اور باقی پانی سے اوپر
کسی کشتی کی طرح تیرنے لگا۔ چلوسک نے

کھڑکی کے اوپر کا حصہ ذرا سا کھول دیا۔ اور اس کی دیکھا دیکھی ڈمبالو نے بھی پچھلی کھڑکیوں کا اوپر والا حصہ کھول دیا اور ملوسک نے بھی۔ اس طرح تازہ ہوا آسانی سے اندر آنے جانے لگی۔ اور وہ سمندر میں تیرنے لگے۔

"اب کیا ہو گا ہم کب تک اسطرح بھوکے پیاسے سمندر میں تیرتے رہیں گے۔" ملوسک نے گھبرائے ہوئے لہجے میں چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فی الحال تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی تو ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔" چلوسک نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"اب میں پانی کیسے پیوں گا تم نے کھڑکیاں تو بند کر رکھی ہیں۔" ڈمبالو کو شاید پیاس لگی ہوئی تھی۔

"سمندر کا پانی کھارا ہوتا ہے۔ یہ اگر آدمی پی لے تو پاگل ہو جاتا ہے۔" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

"تو پھر پینے والا پانی کہاں سے آئے گا؟" ڈمبالو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھو کہاں سے آتا ہے۔" چلوسک نے مختصر سا جواب دیا۔ اور پھر خاموشی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"ارے! وہ دیکھو زمین کا کنارہ" اچانک ملوسک چیخ پڑا۔ وہ دائیں طرف دیکھ رہا تھا اور پھر چلوسک اور ڈمبالو کی نظریں بھی اس طرف جم گئیں۔

"ہاں کوئی جزیرہ ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ کو ہم پر رحم آ گیا ہے۔ ہیلی کاپٹر بھی تیرتا ہوا اُدھر ہی جا رہا ہے۔ کاش وہاں کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں۔" چلوسک نے کہا۔

"ضرور ہوں گی۔ ظاہر ہے جب وہاں آدمی رہتے ہوں گے تو چیزیں بھی ہوں گی اور وہاں ہیلی کاپٹر ٹھیک کرنے والے مستری بھی ہوں گے۔ وہاں سے ہم ہیلی کاپٹر بھی

ٹھیک کرا لیں گے۔" ملوسک نے خوشی سے اُچھلتے ہوئے کہا اور چلوسک اس کی اس معصومیت پر بے اختیار مسکرا پڑا۔

پتھروں کی بنی ہوئی سڑک کے دونوں کناروں پر بے شمار مرد عورتیں، بوڑھے اور بچے کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہرے خوف سے زرد تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ ابھی بادشاہ شاہی گھوڑے پر سوار یہاں سے گزرے گا اور نجانے کون کون اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جائے۔

وہ سب جزیرہ قباشا کے رہنے والے تھے۔ یہ جزیرہ بہت بڑا تھا اور ہر قسم کے پھلدار درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس میں میٹھے پانی کے چشمے اور بڑے بڑے کھیت تھے

جہاں خوب پیداوار ہوتی تھی اور وہاں کے
رہنے والے بیحد خوش و خرم رہتے تھے۔ ان
کا بادشاہ بے حد انصاف کرنے والا، رحمدل
اور سخی تھا۔ مگر ایک روز اچانک فوج
کے سپہ سالار چماٹا نے بادشاہ کے خلاف
بغاوت کرکے اسے قتل کر دیا اور خود
اس کی جگہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اس نے
پہلے ہی روز اصل بادشاہ کے جتنے بھی
حامی تھے سب قتل کرا دیئے اور کہنے
والے کہتے ہیں کہ اس روز شاہی محل
کا فرش خون سے بھر گیا تھا اور جگہ جگہ
انسانی لاشیں یوں پڑی ہوئی تھیں، جیسے
مکھیاں مری پڑی ہوں۔ شاہی محل میں قتل
عام کرنے کے بعد نئے بادشاہ نے پورے
جزیرے میں سے چن چن کر پہلے بادشاہ
کے حامیوں کو مروانا شروع کر دیا۔ اور
اس طرح اس نے بے شمار لوگوں کو قتل
کرا دیا۔ چماٹا بے حد ظالم تھا۔ وہ لوگوں
کو درندوں کے سامنے پھینک کر ان

کے مرنے کا تماشا دیکھتا۔ ان کی درد ناک
چیخیں سن کر خوب قہقہے لگاتا۔ جزیرے میں
رہنے والا ہر آدمی اس سے بے انتہا
خوفزدہ رہتا۔ اور سب اسے جلاد بادشاہ
کہہ کر پکارتے۔ اس کا یہ نام اس کے
ظلم کے ساتھ ساتھ اس لئے بھی پڑ گیا تھا
کہ بادشاہ نے خونخوار اور ظالم وحشی جلادوں
کی ایک پوری فوج بنا رکھی تھی۔ بادشاہ
جب بھی شاہی محل سے باہر نکلتا، جلادوں
کی یہ فوج اس کے ہمراہ ہوتی تھی اور
بادشاہ کا یہ حکم تھا کہ جزیرے کے تمام
لوگ اس کے راستے میں کھڑے رہیں تاکہ
اگر بادشاہ یا اس کے جلادوں کا دل کسی
کو قتل کرنے کے لئے چاہے تو انہیں
قتل کرنے میں آسانی رہے۔ بادشاہ ہفتے
میں ایک دن ایک مخصوص میدان میں بیٹھ
کر لوگوں کو بھوکے درندوں کے سامنے ڈال
کر ان کے مرنے کا تماشہ دیکھا کرتا تھا۔
اور ان بھوکے درندوں کے سامنے ڈالے

کے لئے وہ جس کو چاہے پکڑ لیتا۔ غرضیکہ جلاد بادشاہ کے ظلم سے کوئی آدمی نہ بچا ہوا تھا۔

ابھی لوگ سڑک کے کنارے کھڑے تھے کہ شاہی نقارہ بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور سڑک کے دونوں کناروں پر کھڑے لوگ موت کے خوف سے کانپنے لگے۔ لیکن انہیں اپنی جگہ سے ہلنے کا بھی حکم نہ تھا۔ بادشاہ یا جلاد جس کو بھی پیچھے ہٹتا محسوس کرتے فوراً قتل کر دیتے۔ اس لئے سب لوگ سڑک کے کنارے کھڑے کانپ رہے تھے مگر کسی میں یہ ہمت نہ تھی کہ وہ ایک قدم بھی اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جاتا۔

بادشاہ کی سواری اب شاہی محل سے باہر آنے ہی والی تھی۔ آج بادشاہ نے لوگوں کو بھوکے درندوں کے سامنے ڈال کر ان کا تماشا دیکھنا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جلادوں کا ایک دستہ ہاتھوں میں بڑے بڑے بھالے اٹھائے

گھوڑوں پر سوار محل سے باہر نکلا۔ یہ لوگ بہت قوی ہیکل اور انتہائی مضبوط جسموں کے مالک تھے۔ ان کی تیز نظریں سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے آدمیوں پر پڑ رہی تھیں۔ جیسے بھوکا شیر ہرن کو دیکھتا ہے۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک سفید گھوڑے پر سوار جلاد بادشاہ بھی محل سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے بھی جلادوں کا ایک دستہ تھا۔ اور پھر یہ جلوس آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ بادشاہ جس کی طرف اشارہ کرتا، جلادوں کے بھالے تیزی سے حرکت میں آتے اور اس شخص کے جسم کے ٹکڑے اڑ جاتے اور وہاں خون اور گوشت کے ٹکڑے بکھر جاتے۔ مگر کوئی بھی شخص اتنی جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ وہ بادشاہ کے اس ظلم پر ذرا سا بھی احتجاج کرتا۔ سب سر جھکائے موت کے خوف سے کانپتے کھڑے رہ جاتے جہاں جہاں سے بادشاہ کی سواری گزرتی جا رہی تھی سڑک کے دونوں اطراف میں

خون ہی خون بکھرتا چلا جا رہا تھا۔
اس طرح خون کی ہولی کھیلتا اور لوگوں
کو قتل کراتا ہوا جلاد بادشاہ اپنے جلادوں
سمیت شہر کے وسط میں بنے ہوئے بڑے
میدان میں پہنچ گیا۔ اس کا چونکہ حکم تھا
کہ جہاں جہاں سے وہ گزر جائے وہاں
کے لوگ جلوس کی صورت میں اس کے
پیچھے چلتے ہوئے میدان میں پہنچ جائیں۔ اور
باقی جزیرے کا ہر آدمی بھی اس روز میدان
میں موجود ہو۔ اس لئے جب بادشاہ اس
میدان میں ایک اونچی جگہ پر بنی ہوئی
اپنی نشست پر پہنچا تو پورے میدان کے
چاروں طرف بنی ہوئی چکر دار سیڑھیوں پر
جزیرے کے تمام افراد مرد، عورتیں۔ بچے
بوڑھے پہنچ چکے تھے۔ اور پھر بادشاہ کے
تالی بجاتے ہی میدان کے کونوں میں موجود
سپاہیوں نے ان جالی دار کوٹھڑیوں کے
دروازے کھول دیئے جن میں خوفناک درندے
موجود تھے۔ ان درندوں کو پورا ہفتہ بھوکا رکھا
جاتا تھا۔ اس لئے دروازے کھلتے ہی بھوک
سے بلبلاتے ہوئے درندے خوفناک انداز میں
دھاڑتے اور چنگھاڑتے ہوئے میدان میں نکل
آئے اور پھر پاگلوں کی طرح میدان میں
دوڑنے لگے۔

اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے زور سے
ایک بار پھر تالی بجائی اور پھر سیڑھیوں پر
بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے
بادشاہ کے جلاد سپاہیوں نے اپنی مرضی سے
وہاں بیٹھے ہوئے عورتوں، مردوں، بچوں اور
بوڑھوں کو اٹھا اٹھا کر میدان میں پھینکنا
شروع کر دیا۔ اور میدان ان گرنے والوں
کی ہولناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ بھوکے
درندے ان لوگوں پر ٹوٹ پڑے اور چند
ہی لمحوں میں ان سب کے جسموں کے ٹکڑے
اڑنے لگے اور میدان میں ہر طرف خون
ہی خون بکھر گیا۔

بادشاہ یہ منظر دیکھ کر خوشی سے قہقہے لگانے
لگا۔ اس کے حکم کے مطابق میدان میں بیٹھے

ہوئے سب افراد بھی مجبوراً اس کی پیروی میں
قہقہے لگانے لگے۔ جب بھوکے درندوں نے
انسانوں کی پہلی کھیپ کو کھا لیا تو بادشاہ
کے اشارے پر سپاہیوں نے اور لوگوں کو
زبردستی اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ اور ایکبار
پھر وہ خونی کھیل شروع ہو گیا۔

کافی دیر بعد جبکہ سو ڈیڑھ سو آدمی ان
بھوکے درندوں کا نوالہ بن گئے۔ تو بادشاہ اُٹھ
کھڑا ہوا اور اس نے ہاتھ اُٹھا کر کھیل ختم
کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور میدان میں موجود
باقی لوگوں نے اپنی زندگی بچ جانے پر
اطمینان کا طویل سانس لیا۔ اب کم از کم
ایک ہفتے تک وہ ان بھوکے درندوں سے
محفوظ ہو چکے تھے۔ پھر بادشاہ اپنے جلادوں
سمیت واپس شاہی محل میں چلا گیا اور لوگ
سر جھکائے اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے
لگے۔

گھروں میں پہنچ کر وہ سب لوگ دھاڑیں
مار مار کر رونے لگے جن کے عزیز بھائی

بہنیں۔ ماں باپ آج کے روز بادشاہ اور اس
کے جلادوں کے خونی بھالوں اور بھوکے درندوں
کا شکار ہوئے تھے۔ مگر سوائے رونے کے
وہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کا ہیلی کاپٹر
تیرتا ہوا تھوڑی ہی دیر بعد جزیرے تک
پہنچ گیا۔ اور ان تینوں نے کھڑکیاں کھول
دیں۔ اور تیزی سے سمندر میں اتر کر تیرتے
ہوئے کنارے کی طرف بڑھتے چلے گئے
ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ پانی میں ڈوبتا چلا گیا۔
مگر چونکہ کنارے کے پاس پانی کم گہرا تھا،
اس لئے ہیلی کاپٹر جلد ہی سمندر کی نچلی ریت
پر جم گیا اور شفاف پانی کی وجہ سے وہ
باہر سے بھی صاف نظر آ رہا تھا۔
وہ تینوں تیرتے ہوئے کنارے پر آ

گئے اور پھر چند قدم چل کر وہ سوکھی زمین
پر پہنچ گئے۔ جزیرہ بے حد خوبصورت تھا۔
وہاں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ پھیلا ہوا تھا
اور پھلدار درخت جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔
"واہ واہ۔ بڑا خوبصورت جزیرہ ہے۔ یہاں
کے لوگ بھی بے حد نیک ہوں گے" ملوسک
نے جزیرے کو دیکھ کر خوشی سے اچھلتے ہوئے
ہوئے کہا۔
"ہاں واقعی ہونا تو ایسا ہی چاہیئے۔"
چلوسک نے بھی سر ہلا دیا۔ ادھر ڈمبالو کو
شاید بے حد پیاس لگی ہوئی تھی کیونکہ ساحل
پر پہنچتے ہی اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور
پھر اُسے تھوڑی ہی دُور پانی کا چشمہ بہتا
نظر آ گیا۔ اور وہ ان دونوں کو چھوڑ کر تیزی
سے اُدھر بھاگتا چلا گیا
تھوڑی دیر تک وہاں رُکنے اور پھل کھا
کر پانی پینے کے بعد وہ تینوں تازہ دم ہو
گئے تو انہوں نے آگے بڑھنے کا پروگرام
بنا لیا تاکہ جزیرے کی آبادی میں پہنچ

کے قتل اور چاٹا کے بادشاہ بننے سے لیکر اس کے تمام ظلم کی کہانی پوری تفصیل سے سُنا دی۔

"اوہ۔ اتنا ظالم آدمی۔ خدا کی پناہ یہ تو شیطان ہے شیطان۔ اسے زندہ رہنے اور لوگوں کو قتل کرنے کا حق کس نے دیا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جزیرے پر بھیجا اسی لئے ہے کہ ہم لوگوں کو اس ظالم سے نجات دلوائیں" چلوسک نے کہا۔

"تم کیا کر سکتے ہو لڑکے۔ یہ ٹھیک ہے۔ تمہارا یہ ساتھی مجھے بے حد بہادر اور طاقتور لگتا ہے۔ لیکن بادشاہ کے پاس تو جلادوں کی پوری فوج موجود ہے۔ وہ ایک منٹ میں تمہارا قیمہ بنا دیں گے" بوڑھے نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بابا۔ ظالم کا انجام بہت خراب ہوتا ہے اور ظالم کے خلاف جو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی مدد

کرتا ہے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے بیٹا لیکن پھر بھی" بوڑھے نے کچھ کہنا چاہا۔

"بابا! تم ہمیں صرف یہ بتا دو کہ بادشاہ کا محل کس طرف ہے۔ باقی ہم جانیں اور ہمارا کام" چلوسک نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹا۔ اگر تم خود موت کے منہ میں جانا چاہتے ہو تو میں بھلا تمہیں کیسے روک سکتا ہوں۔ سیدھے چلے جاؤ۔ آگے جہاں چھوٹی سی پہاڑی آتی ہے وہاں سے بائیں طرف مڑ جانا وہاں سے بستی شروع ہو جائے گی، اس بستی کے درمیان میں بادشاہ کا محل ہے اور وہاں ہر طرف بادشاہ کے جلاد پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ خود ہی تمہاری گردنیں بادشاہ کو پیش کر دیں گے۔" بوڑھے نے بڑے مایوس سے لہجے میں انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ بابا دعا کرنا۔ خدا حافظ" چلوسک نے کہا۔ اور پھر وہ تینوں آگے بڑھتے چلے گئے۔

"اپنا پستول نکال لو ملوسک۔ کیا پتہ کس وقت جلادوں سے واسطہ پڑ جائے" چلوسک نے جیب سے پستول نکالتے ہوئے ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ملوسک نے بھی سر ہلاتے ہوئے پستول نکال لیا۔

وہ تینوں چلتے چلتے اس چھوٹی سی پہاڑی تک پہنچ گئے۔ اور پھر جیسے ہی وہ بائیں طرف مڑے۔ اچانک انہیں شور سا سنائی دیا۔ اور وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ انہوں نے پہاڑی کی چوٹی سے چار طاقتور آدمیوں کو ہاتھوں میں بڑے بڑے کلہاڑے اٹھائے وحشیانہ انداز میں اپنی طرف بھاگ کر آتے دیکھا۔

وہ کلہاڑے لہراتے اور شور مچاتے بھاگے چلے آ رہے تھے۔ اور پھر پشت کی طرف سے بھی شور اٹھا اور دس بارہ

اسی طرح کے آدمی وہاں سے بھی بھاگتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔ ان سب کا انداز اتنا وحشیانہ تھا کہ ملوسک خوفزدہ ہو کر چلوسک کے پیچھے ہو گیا۔

"ڈرو مت۔ یہ بادشاہ کے جلاد ہیں۔ مجھے ان سے بات کرنے دو" چلوسک نے ملوسک کو تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے زور سے چیخ کر کہا۔

"رک جاؤ۔ ٹھہر جاؤ۔ ہم بادشاہ چماٹو کے مہمان ہیں" چلوسک نے چیختے ہوئے کہا۔

اور بادشاہ چماٹو کا نام سنتے ہی وہ سب یوں ٹھٹھک کر رک گئے، جیسے چابی والا کھلونا چابی ختم ہو جانے پر اچانک رک جاتا ہے۔ لیکن وہ ان تینوں کے کافی قریب پہنچ چکے تھے۔ اب بستی کے لوگ بھی شور سن کر باہر نکل آئے تھے۔ اور وہ سب سہمے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے کھڑے تھے۔

"کون ہو تم اور کہاں سے آئے ہو"۔ اچانک ان میں سے ایک لمبے قد اور دیو جسم والے جلاد نے آگے بڑھ کر کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم آسمان سے آئے ہیں اور چماٹو بادشاہ کو اس کے ظلم کی سزا دینے آئے ہیں"۔ اچانک ملوسک نے چیخ کر کہا۔

"اوہ ملوسک۔ تم نے یہ کیا کہہ دیا۔ اس طرح تو یہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔ چلوسک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیکھا جائے گا"۔ ملوسک نے کہا۔

"اوہ۔ تو تم ہمارے عظیم بادشاہ کے متعلق بُرے خیالات رکھتے ہو"۔ ہم تمہاری بوٹیاں اڑا دیں گے۔ جلادو ٹوٹ پڑو ان پر اور ان کی بوٹیاں اڑا دو"۔ اسی جلاد نے بڑے وحشیانہ انداز میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب ایک بار پھر کلہاڑے ہراتے اور شور مچاتے ان تینوں کی طرف بڑھے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ان کے

قریب پہنچتے۔ ملوسک نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے پستول سے سُرخ رنگ کی ایک شعاع نکلی اور آنے والے جلاد جیسے ہی اس کی زد میں آئے۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور قطار میں آنے والے جلادوں کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ باقی جلادوں پر چلوسک نے فائر کر دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لمحے میں باقی جلاد بھی ہلاک ہو گئے۔

بستی کے لوگ جلادوں کو اس طرح مرتے اور خوفناک دھماکے سن کر خوف سے چیختے ہوئے اپنے گھروں میں گھستے چلے گئے۔ اور چلوسک ملوسک اور ڈمبالو مسکراتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اب پوری بستی میں شور مچ گیا تھا۔ ہر طرف جلاد چیخ چیخ کر ایک دوسرے کو ہوشیار کر رہے تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ان کے قریب نہیں آ رہا تھا۔ سب دور دور ہی سے شور مچا رہے تھے۔ وہ شاید

ان کے پستولوں سے خوفزدہ ہو گئے تھے جن سے نکلنے والی شعاعیں ان کے پرخچے اڑا دیتی تھیں۔

اور وہ تینوں بڑے اطمینان سے بادشاہ کے محل کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے

لیکن ابھی وہ محل کے دروازے سے تھوڑی ہی دور تھے کہ اچانک ارد گرد کے درختوں سے ان پر جال آ پڑے۔ اور دوسرے لمحے وہ تینوں جال میں پھنس کر بری طرح پھڑپھڑانے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پستول بھی جھٹکا لگنے سے دور جا گرے۔ ڈمبالو نے نعرہ مار کر جال کی رسیاں توڑنی شروع کر دیں۔ مگر دوسرے لمحے سینکڑوں کی تعداد میں جلاد ہاتھوں میں رسیاں سنبھالے ان پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان سب نے پلک جھپکنے میں ان تینوں کو مضبوط رسیوں سے اچھی طرح جکڑ دیا۔

"ہم تمہارا قیمہ کر ڈالتے لیکن بادشاہ کا حکم ہے کہ تمہیں اس کے سامنے زندہ پیش کیا جائے۔ اس لئے مجبور ہیں" ایک جلاد نے دانت پیستے ہوئے کہا

اور پھر وہ سب ان تینوں کو گھسیٹتے ہوئے بادشاہ کے محل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے پستول وہیں پڑے رہ گئے۔ جلادوں نے ڈر کے مارے انہیں ہاتھ بھی نہ لگایا۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کو قید کرکے شاہی محل میں لے جایا گیا اور پھر انہیں محل کے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ ڈمبالو چونکہ جسمانی طور پر بے حد طاقتور دکھائی دیتا تھا۔ اس لئے اسے علیحدہ قید خانے میں اور چلوسک ملوسک کو علیحدہ قید خانے میں پھینکا گیا۔ قید خانے میں پھینکنے کے بعد نیزوں کے سائے میں ان کے جسم پر بندھی ہوئی باقی رسیاں تو کھول دی گئیں البتہ ہاتھوں کو کمر پر باندھ کر انہیں اچھی طرح جکڑ دیا گیا۔

اب چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بالکل علیحدہ ہو گئے۔ اور انہیں یہ بھی پتہ نہ رہا کہ ڈمبالو کے ساتھ انہوں نے کیا سلوک کیا ہے۔

"ملوسک تم بھی بعض اوقات بالکل احمقوں کی طرح بول پڑتے ہو۔ کیا ضرورت تھی انہیں ظالم کہنے کی۔" چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی بھائی جان۔ میں نے تو سوچا تھا کہ ہمارے پاس پستول ہیں، اب ہمیں کون پکڑ سکتا ہے۔" ملوسک نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو ملوسک کسی بات پر غرور کبھی نہیں کرنا چاہیے۔ غرور اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں۔ اور غرور کرنے والے کو فوراً اس کے غرور کی سزا مل جاتی ہے۔" چلوسک نے ملوسک کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"غرور۔ کیسا غرور۔" ملوسک نے چونکتے

ہوئے پوچھا۔

"تم نے اپنے پستول پر غرور کرتے ہوئے انہیں للکارا۔ اب دیکھو تمہارے پاس پستول بھی نہیں رہا۔ اور ہم ان کے رحم و کرم پر بھی پڑے ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی اس وقت میرے دل میں غرور آ گیا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ کبھی غرور نہ کروں گا۔" ملوسک نے پورے خلوص سے توبہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ چلوسک اس کی بات کا جواب دیتا قید خانے کا دروازہ کھلا اور تین چار جلاد نیزے سنبھالے اندر داخل ہوئے۔

"چلو۔ بادشاہ سلامت نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔" ان میں سے ایک نے کرخت لہجے میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ دوسروں نے انہیں بازو سے پکڑ لیا۔

"ہمیں چھوڑ دو۔ ہم خود بادشاہ کے پاس

چلنے کے لئے تیار ہیں۔" چلوسک نے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ تمہیں پکڑ کر لایا جائے۔ اس لئے ہم حکم کی تعمیل کریں گے۔" جلادوں نے کہا اور پھر وہ انہیں بازوؤں سے پکڑے تقریباً گھسیٹتے ہوئے بادشاہ کے دربار کی طرف لیتے گئے۔

"ہمارا ساتھی ڈمبالو کہاں ہے" چلوسک نے پوچھا۔

"ڈمبالو۔ اچھا تم اس دیو نما آدمی کے متعلق پوچھ رہے ہو۔ اسے بادشاہ نے طلب نہیں فرمایا۔ اس لئے اسے ابھی قید میں رکھا گیا ہے۔" ایک جلاد نے جواب دیا اور چلوسک نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ اسے یہ سن کر خوشی ہوئی تھی کہ ڈمبالو زندہ ہے۔

تھوڑی دیر بعد جلادوں نے چلوسک ملوسک کو ایک بڑے سے دروازے کے باہر کھڑے ہوئے سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔ اور سپاہی انہیں لے کر کمرے میں داخل

ہو گئے۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا۔ اور کمرے کے آخر میں بادشاہ ایک خوبصورت تخت پر سنہرے گاؤ تکیے سے پشت لگائے اکڑا بیٹھا تھا۔ یہ بادشاہ چمالو تھا۔ ظالم اور جلاد بادشاہ۔ اس کا چہرہ غصے سے سیاہ ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں وحشت کی سرخی تھی اور اس کی بڑی بڑی مونچھیں خرگوش کی دم کی طرح مسلسل پھڑک رہی تھیں بادشاہ کے پاس ایک کونے میں ایک جلاد بھی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا کوڑا تھا۔ اس جلاد کا اوپر والا جسم ننگا تھا۔ اور نچلے حصے پر اس نے صرف شلوار پہن رکھی تھی۔ اس کا رنگ گہرا سیاہ تھا۔ اور اس میں سے اس کی سفید سفید آنکھیں چمک رہی تھیں اس جلاد کا حلیہ اتنا خوفناک تھا کہ اس کو دیکھتے ہی خوف آتا تھا۔

"اوہ تو یہ چھوکرے ہیں وہ جنہوں نے جادو کی آگ سے ہمارے بے شمار جلاد مار ڈالے ہیں۔" بادشاہ سلامت نے ان دونوں کو دیکھتے ہی غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں بادشاہ سلامت۔ یہ دو لڑکے ہیں جبکہ ان کا ایک دیو نما ساتھی اور بھی ہے۔ اسے قید خانے میں ڈالا ہوا ہے۔" ایک سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے بدنصیب لڑکو۔ تم نے میرے جلادوں کو کیوں قتل کیا ہے؟" بادشاہ نے اس بار براہ راست چلوسک ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارے جلادوں نے ہم پر حملہ کر دیا تھا۔ حالانکہ ہم نے تو تمہارے جلادوں کو کہا تھا کہ ہم بادشاہ چمالو کے مہمان ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"تم اور ہمارے مہمان۔ ہرگز نہیں۔ تم

ہمارے مہمان کیسے ہو سکتے ہو۔ اس کا مطلب ہے تم نے جھوٹ بولا تھا۔" بادشاہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہر باہر سے آنے والا بستی والوں کا مہمان ہوتا ہے۔ پوری دنیا میں یہی اصول ہے" چلوسک نے جواب دیا۔

"ارے تم ہمیں اصول بتا رہے ہو۔ ہمیں، ہم جو بادشاہ ہیں۔ ہماری زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون ہوتا ہے۔ اصول ہوتا ہے"۔ بادشاہ نے شیر کی طرح گرجتے ہوئے کہا۔

"بادشاہ سلامت غرور اچھی چیز نہیں ہوتا۔ تم ایک فانی انسان ہو۔ تمہاری زندگی چند دنوں کی ہے۔ پھر تمہیں مر جانا ہے۔ اور مر کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے جو اس دنیا و آسمانوں کا اصل بادشاہ ہے۔ اس لئے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ لوگوں پر ظلم نہ کرو۔ ان سے اچھا سلوک کرو۔" چلوسک نے بادشاہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم ہماری توہین کر رہے ہو۔ جلاد"

بادشاہ نے کڑکدار لہجے میں جلاد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بادشاہ سلامت"۔ جلاد نے تیزی سے آگے بڑھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"انہیں کوڑے مار مار کر ہلاک کر ڈالو۔ ان کی بوٹیاں اڑا دو"۔ بادشاہ نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا۔

"جو حکم بادشاہ سلامت"۔ جلاد نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے کوڑا سنبھالا اور خوفناک انداز میں نعرہ لگا کر کوڑے کو سر سے بلند کیا۔ چلوسک ملوسک دونوں سہم گئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوڑا ان کے جسموں سے ٹکراتا۔ اچانک قریب کی دیوار ایک دھماکے سے ہلی اور پھر اس کی اینٹیں نیچے گرتی چلی گئیں۔ یہ دھماکہ اتنا زور دار تھا کہ جلاد کوڑا مارنا بھول گیا۔ اور بادشاہ اور سپاہی بھی بری طرح اچھل پڑے۔ دوسرے لمحے دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ نمودار ہوا۔ اور سوراخ میں سے ڈمبالو کا مسکراتا ہوا چہرہ نمودار ہوا۔ اور پھر

ڈمبالو نے ایک خوفناک نعرہ مارا۔ اور دوسرے لمحے اس نے سوراخ میں سے ہاتھ ڈال کر نیچے کھڑے ہوئے جلاد کی گردن پکڑی اور اسے یوں جھٹک کر پھینک دیا جیسے مردہ چھپکلی کو پھینکا جاتا ہے۔ اس نے گردن پکڑتے وقت ذرا سا دباؤ ڈال دیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جلاد بیچارہ چوں بھی نہ کر سکا۔ اور ڈمبالو کے ہاتھ میں دب کر اس کی گردن کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی۔ دوسرے لمحے ڈمبالو نے دھکا دے کر مزید دیوار گرا دی۔

"انہیں گرفتار کر کے قید خانے میں پھینک دو۔ پکڑو انہیں۔" بادشاہ نے ڈمبالو کو دیوار گراتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور تخت سے اُٹھ کر تیزی سے بھاگتا ہوا دوسرے دروازے سے باہر نکل گیا۔

بادشاہ کے چیختے ہی بہت سے دربان تلواریں لہراتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اسی لمحے ڈمبالو دیوار گرا کر کمرے کے اندر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ چلوسک ملوسک ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے بے بس کھڑے ہوئے تھے۔ وہ کچھ

بھی کر سکتے تھے۔ ڈمبالو نے اندر آتے ہی دربانوں کو پکڑ پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔ اس کا ہاتھ جس پر پڑتا وہ بیچارہ گیند کی طرح اچھل کر دیوار سے ٹکراتا اور ہلاک یا بے ہوش ہو جاتا۔

"ٹھہرو۔ اگر تم نے مزید حرکت کی تو تمہارے ساتھی کی گردن اڑا دوں گا۔" اچانک چلوسک ملوسک کو لے کر آنے والے ایک سپاہی نے چیخ کر کہا اس نے تلوار چلوسک کی گردن سے لگا دی تھی۔ اور ڈمبالو ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہ یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ چلوسک ہلاک ہو جائے۔ اور اس کے رکتے ہی مسلح دربانوں نے اس پر مضبوط رسّوں کے جال پھینک کر اسے قید کر دیا۔ ڈمبالو نے رسیاں توڑنے کی کوشش کی لیکن اس سپاہی نے چلوسک کو قتل کرنے کی دھمکی دے کر اُسے رُکنے پر مجبور کر دیا۔ اور پھر ڈمبالو کو مضبوط رسیوں سے اچھی طرح باندھنے اور بے بس کرنے کے بعد سپاہیوں نے اس کے ہاتھوں اور پیروں کو لوہے کی مضبوط زنجیروں سے باندھ دیا۔

اور پھر وہ سب مل کر اُسے گھسیٹتے ہوئے

شاہی محل سے باہر لے جانے لگے۔
چلوسک ملوسک کو بھی باہر لے جایا گیا اور ابھی وہ شاہی محل کے بڑے دروازے تک نہ پہنچے تھے کہ اچانک ایک دربان بھاگتا ہوا آیا۔

"رک جاؤ۔ بادشاہ سلامت نے حکم دیا ہے کہ انہیں شاہی محل کے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا جائے"۔ دربان نے قریب آ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور دربانوں نے ان تینوں کو دائیں سمت گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ انہیں لے کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ ایک دربان نے آگے بڑھ کر جلدی سے دروازہ کھولا اور پھر دروازے کے پٹ کھول دیئے۔ یہ ایک چوڑا سا کمرہ تھا۔ لیکن اس کمرے کا فرش نہ تھا۔ یہ دراصل ایک بہت گہرے اور اندھے کنوئیں کے اوپر ایک کمرہ بنایا گیا تھا۔

"پھینک دو انہیں۔ نیچے پھینک دو"۔ آنے والے دربان نے کہا۔ اور دوسرے لمحے ڈمباو کو

دروازے کے اندر دھکیل دیا۔ اور ڈمباو کے حلق سے چیخ سی نکلی جو گہرائی میں گم ہوتی چلی گئی۔

چلوسک ملوسک دونوں کو موت کے خوف سے پسینہ آ گیا۔ ڈمباو کی گہرائی میں گم ہوتی ہوئی چیخ سن کر ہی ان کے حواس ساتھ چھوڑ گئے تھے اور وہ سمجھ گئے کہ اب موت آ گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دربان کی منت سماجت کرتے۔ اچانک دربانوں نے ان دونوں کو بھی کنوئیں میں دھکیل دیا۔ اور ان کے حلق سے بھی بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ زمین کی آخری تہہ میں گرتے جا رہے ہوں۔ چند لمحے تو انہیں گرنے کا احساس ہوا۔ اس کے بعد ان کے دماغوں پر اندھیرا چھاتا چلا گیا۔ وہ نیچے گرتے ہوئے بیہوش ہو چکے تھے۔

زگورا ویسے تو ایک لکڑہارے کا لڑکا تھا
اور خود بھی لکڑیاں کاٹ کر اور بیچ کر گزارہ
کرتا تھا۔ لیکن بے حد دلیر اور جرأت مند نوجوان
تھا۔ جب وہ چھوٹا سا تھا۔ تو اس کا باپ شاہی
محل کے باورچی خانے میں لکڑیاں پہنچایا کرتا تھا
اور جزیرے کے اصل بادشاہ نے اسے شاہی
محل میں ہی رہنے کے لئے ایک مکان دیا ہوا
تھا۔

اس لئے زگورا کا بچپن شاہی محل میں ہی گزرا
تھا۔ اصل بادشاہ کا بیٹا آتوشان اس کا دوست
بن گیا تھا۔ اور وہ دونوں شاہی محل میں اکٹھے

کھیلا کرتے۔ شہزادے کا دوست ہونے کی وجہ سے
بادشاہ بھی اس سے پیار کرتا تھا۔ اور اسے شاہی
محل میں ہر جگہ آنے جانے کی مکمل آزادی تھی۔
یہی وجہ تھی کہ زگورا آتوشان کے ساتھ سارے
محل میں گھومتا پھرتا رہتا تھا۔ اور شہزادہ آتوشان
نے اسے محل کا ایک ایک چپہ دکھایا تھا۔ اور
محل کے تہہ خانے، خفیہ راستے اور اندھے کنوئیں
سب زگورا نے دیکھ رکھے تھے۔

جب چھانگا سپہ سالار نے بادشاہ کے خلاف
بغاوت کی تو اس وقت آتوشان اور زگورا دونوں
شاہی محل کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں کھیل
رہے تھے۔ جہاں بادشاہ کے ایک ہمدرد نے آکر
انہیں بادشاہ کے —— قتل ہونے کی اطلاع دی
اور پھر اس نے شہزادہ آتوشان کو مشورہ دیا کہ
وہ بھیس بدل کر فوراً محل سے نکل جائے اور
کسی اور جزیرے میں جا کر وہاں کے بادشاہ سے
مدد مانگ کر اس سپہ سالار پر حملہ کر دے۔
زگورا نے بھی شہزادے کو یہی مشورہ دیا اور پھر اسی
ہمدرد نے ایک خفیہ راستے سے ان دونوں کو

محل سے نکال دیا۔ لیکن سپہ سالار چھالو جانتا تھا کہ
بادشاہ کا بیٹا آتو شان کسی بھی وقت اس کے
لئے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس نے
جزیرے کے چاروں طرف سخت پہرہ لگوا دیا تھا۔
تاکہ آتو شان جزیرے سے فرار نہ ہو سکے۔ اور
آتو شان اور زگورا کو مجبوراً ایک غریب آدمی کے
گھر میں پناہ لینی پڑی۔ لیکن جب چھالو بادشاہ نے
شہزادہ آتو شان کی تلاش کے لئے گھر گھر تلاشی لینی
شروع کی تو وہ غریب آدمی بری طرح پریشان ہو
گیا۔ شہزادہ بھی گھبرا گیا۔ لیکن عقلمند زگورا نے انہیں
تسلی دی اور پھر اس نے ایک اور چال چلی۔ اس
نے آتو شان کے کپڑے اتروا کر علیحدہ رکھوا لئے اور
پھر وہ چھپتا چھپاتا شہر میں نکل آیا۔ یہاں چونکہ چھالو
بادشاہ نے بے شمار افراد کو مروا دیا تھا۔ اس لئے
ہر طرف لوگوں کی لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی
تھیں۔

زرگورا نے دو ایسی لاشیں منتخب کیں جن کے
قد و قامت جسم اور رنگ شہزادہ آتو شان اور
اس کے اپنے جسم سے ملتے جلتے تھے اور پھر

وہ ان دونوں لاشوں کو اٹھا کر واپس اسی غریب
آدمی کے گھر آیا۔ اور اس نے ایک لاش کے
خون آلود کپڑے اتار کر اس کو آتو شان کے کپڑے
پہنا دیئے۔ اور دوسری لاش کے خون آلود کپڑے
اتار کر اسے اپنے کپڑے پہنا دیئے اور پھر اس
نے تلوار لے کر دونوں لاشوں کے چہرے اس طرح
بگاڑ دیئے کہ اب وہ شکلوں کی مدد سے پہچانے
نہ جا سکتے تھے۔ صرف کپڑے دیکھ کر اندازہ لگایا
جا سکتا تھا کہ یہ دونوں لاشیں شہزادہ آتو شان
اور زاگورا کی ہیں۔ اس کے بعد اس نے دونوں
لاشوں کو لیجا کر ایک سڑک پر دوسری لاشوں کے
ہمراہ ڈال دیا اور خود واپس آ گیا۔

اس کی ترکیب کامیاب رہی اور ان دونوں
لاشوں کے ملتے ہی چھالو بادشاہ کو یقین ہو گیا
کہ شہزادہ آتو شان اور اس کا دوست زاگورا
دونوں ہلاک ہو چکے ہیں چنانچہ اس نے گھر گھر
تلاشی لینے کا حکم واپس لے لیا۔

زاگورا اور آتو شان کافی عرصے تک اس آدمی
کے گھر میں چھپے رہے۔ جب ان کی داڑھیاں اور

مونچھیں بڑھ آئیں۔ اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب انہیں آسانی سے کوئی نہیں پہچان سکے گا تو وہ دونوں اس گھر سے چلے آئے اور پھر زاگورا نے ایک خالی گھر پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ دونوں وہیں رہنے لگے۔ شہزادہ آتو شان تو اپنے ماں باپ کے اس طرح قتل کیے جانے پر اتنا اداس ہوا کہ بیمار پڑ گیا۔ مگر زاگورا نے ہمت نہ ہاری اور اس نے اپنے باپ والا پیشہ اپنا لیا۔ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لے آتا اور انہیں بیچ کر گزارہ کرتا۔ خود بھی کھاتا اور شہزادہ آتو شان کو بھی کھلاتا۔

شہزادہ آہستہ آہستہ صحت یاب تو ہو گیا اور اس نے بھی زاگورا کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن زاگورا نے اسے سختی سے منع کر دیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ شہزادہ گھر سے باہر نکلے۔ اور کوئی آدمی اسے پہچان لے۔ کیونکہ اس طرح اس کی موت یقینی تھی۔ پہلے تو شہزادے آتو شان نے بڑی ضد کی لیکن پھر زاگورا کے اصرار پر اسے ضد چھوڑنی پڑی اور اب وہ مستقل

گھر میں ہی رہنے لگا۔ وہ بالکل باہر نہ نکلتا تھا اور گھر میں ہی پڑا رہتا تھا۔ چونکہ یہ گھر بستی سے الگ تھلگ تھا اور پھر زاگورا صبح کو جاتے وقت باہر سے دروازے پر تالا لگا دیتا تھا اس لئے کسی کو شک نہ ہو سکا کہ اس گھر میں اور کوئی بھی رہتا ہے اور اس طرح وقت گزرتا رہا۔

زاگورا کو بھی ہر ہفتے بادشاہ کے جلوس کے لئے سڑک کے کنارے کھڑا ہونا پڑتا تھا اور بعد میں بھوکے درندوں والے میدان میں بھی بیٹھنا پڑتا تھا لیکن اب تک خوش قسمتی ہمیشہ اس کے ساتھ رہی تھی۔ اور وہ قتل ہونے سے بچتا آیا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ کسی بھی روز اچانک موت اسے آ دبوچے گی۔ لیکن اس معاملے میں وہ بے بس تھا۔

اور ایک روز وہ لکڑیاں کاٹ کر اور بیچ کر واپس اپنے گھر کو جا رہا تھا۔ جب وہ شاہی محل کے قریب پہنچا تو اچانک اسے لوگوں کے شور اور جلادوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سہم کر ایک بڑے درخت کے موٹے تنے کی آڑ میں چھپ گیا۔ اور پھر اس کی

آنکھوں نے عجیب تماشا دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ دو عجیب و غریب لباس پہنے ہوئے لڑکے شمالی پہاڑی کے اوپر کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ایک دیو نما آدمی تھا۔ جس کا چہرہ بے حد عجیب و غریب تھا۔ اور جلاد انہیں مارنے کے لئے کلہاڑے لہراتے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اور پھر اس نے ان دونوں لڑکوں کے ہاتھوں میں عجیب وغریب قسم کے چھوٹے چھوٹے ہتھیار دیکھے۔ جن میں سے سرخ رنگ کی شعاع نکلتی اور ایک زور دار دھماکہ ہوتا اور جلادوں کے جسموں کے پرخچے اڑ جاتے۔ وہ حیرت سے یہ سب تماشہ دیکھتا رہا۔ وہ لڑکے اور ان کا ساتھی اسی طرح آگ برساتے، جلادوں کو قتل کرتے پہاڑی سے نیچے اترے اور شاہی محل کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ شاہی محل کے دروازے کے قریب اچانک سپاہیوں نے درختوں پر سے ان پر مضبوط جال پھینکے اور اس طرح وہ دونوں لڑکے اور وہ دیو زاد آدمی جال میں جکڑے گئے۔ اور جلاد انہیں گھسیٹتے ہوئے شاہی محل میں گھستے چلے گئے۔ وہ دونوں عجیب و غریب ہتھیار وہیں پڑے رہ گئے۔

زاگورا چونکہ قریب ہی درختوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا

اس لئے جیسے ہی جلاد انہیں لے کر محل میں گئے زاگورا تیزی سے درخت کی آڑ سے نکلا اور اس نے جھپٹ کر وہ دونوں ہتھیار اٹھا لئے اور ایک بار پھر درخت کی آڑ میں چھپ گیا۔ اس نے یہ دونوں چھوٹے چھوٹے ہتھیار اپنے کرتے کی جیبوں میں چھپا لئے۔ اب بستی کے لوگ بھی گھروں سے نکل کر شاہی محل کے سامنے جمع ہونے لگ گئے تھے۔ اس لئے زاگورا بھی درخت کی آڑ سے نکل کر ان میں شامل ہو گیا۔ جب اسے معلوم ہو گیا کہ آنے والوں کو قید خانے میں ڈال دیا گیا ہے تو وہ واپس اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ تاکہ شہزادہ آتو شان کو بھی اس عجیب و غریب واقعہ کی تفصیلات سُنا سکے۔ اور وہ عجیب وغریب ہتھیار دکھائے۔

شہزادہ آتو شان نے بھی حیرت سے اس کی باتیں سُنیں اور وہ ہتھیار دیکھے لیکن ان دونوں کی سمجھ میں وہ نہ آ سکے۔ اور چونکہ وہ اس سے نکلنے والی شعاع سے ڈرتے تھے اس لئے انہوں نے اسے مزید نہ چھیڑا۔

"چاٹو بادشاہ تو انہیں فوراً قتل کرا دے گا"۔ شہزادہ آتو شان نے کہا۔

"ہاں یقیناً۔ اس کے بے شمار جلاد مارے گئے ہیں۔

وہ ضرور انتقام لے گا۔" زاگورا نے جواب دیا۔

"جا کر پتہ تو کرو ان کے ساتھ کیا ہوا۔ نہ جانے یہ لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔" شہزادہ آتو شان نے کہا اور زاگورا جو خود بھی ان کے متعلق معلوم کرنا چاہتا تھا۔ سر ہلاتا ہوا گھر سے نکل کر شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ جب وہ شاہی محل کے قریب پہنچا تو اس نے وہاں لوگوں کو اکٹھا دیکھا جو آپس میں زور زور سے باتیں کر رہے تھے۔ محل کے اندر بھی شور مچا ہوا تھا۔ اور پھر قریب جا کر اسے معلوم ہوا کہ اجنبی لوگوں کو بادشاہ کے حکم پر اندھے کنوئیں میں پھینکا جا رہا ہے

وہ وہاں کافی دیر تک کھڑا رہا۔ جب دربانوں نے انہیں اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ تو وہ واپس آ گیا۔ اسے ان کی موت پر بے حد افسوس ہوا تھا۔ اس نے گھر آ کر جب شہزادہ آتو شان کو یہ سب واقعہ بتایا تو شہزادہ آتو شان بے اختیار اچھل پڑا۔

"انہیں بچایا جا سکتا ہے زاگورا۔" شہزادہ آتو شان نے پُر جوش لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے۔ وہ تو اندھے کنوئیں میں پھینک

دیئے گئے ہیں۔" زاگورا نے حیران ہوتے ہوئے کہا

"اندھے کنوئیں کے نیچے پانی ہے اس لئے وہ پانی میں گرنے کی وجہ سے چوٹ لگنے سے تو بچ گئے ہیں۔" شہزادہ آتو شان نے کہا۔

"چلو بچ گئے ہوں گے لیکن وہ وہاں سے نکل کیسے سکتے ہیں۔ کنواں تو بے حد گہرا ہے۔ اور پھر وہ وہاں بھوک سے تڑپ تڑپ کر آخر کار مر جائیں گے۔" زاگورا نے جواب دیا۔

"اس کنوئیں کی تہہ کے قریب ایک خفیہ راستہ موجود ہے۔ ہم اس راستے سے کنوئیں کی تہہ میں پہنچ سکتے ہیں اور پھر اس راستے سے ہی انہیں باہر نکال سکتے ہیں۔ مجھے وہ راستہ معلوم ہے۔" شہزادہ آتو شان نے کہا۔

"مگر تم نے تو مجھے آج تک نہیں بتایا تھا کہ ایسا راستہ موجود ہے۔" زاگورا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اس وقت مجھے اس کنوئیں کے خیال سے ہی خوف آتا تھا۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر نہ بتایا تھا۔ بہرحال میں وہ راستہ جانتا ہوں۔ اگر ہم

انہیں بچا کر یہاں لے آئیں تو ہو سکتا ہے۔ ان اجنبیوں کی مدد سے ہم چپاٹا کو ہلاک کر کے تخت و تاج پر دوبارہ قبضہ کر لیں"۔ شہزادہ آتوشان نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے۔ یہ لوگ مجھے بےحد بہادر لگتے ہیں اور پھر ہو سکتا ہے ان کے پاس اس جیسے اور بھی ہتھیار ہوں۔" ذاگورا نے کہا۔

اور پھر شہزادہ آتوشان نے ایک بڑی سی چادر اٹھا کر اپنے جسم پر اچھی طرح لپیٹی اور ذاگورا کے ہمراہ مکان سے باہر نکل آیا۔ وہ چونکہ کافی عرصے بعد مکان سے باہر نکلا تھا۔ اس لئے وہ حیرت سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا جیسے ہر چیز اس کے لئے نئی ہو۔ ان دونوں کا رُخ شاہی محل کے شمالی حصے کی طرف تھا۔

اندھے کنوئیں کی تہہ میں چونکہ پانی کافی مقدار میں موجود تھا۔ اس لئے ان کے جسم پانی میں ڈوبتے چلے گئے۔ ڈمبالو کا جسم پہلے ہی اس پانی میں تیرتا پھر رہا تھا۔

اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوگئے تھے۔ لیکن پانی میں گرنے کے بعد جب آہستہ آہستہ پانی کی ٹھنڈک نے ان کے دماغوں پر اثر کرنا شروع کیا تو انہیں ہوش آنا شروع ہو گیا۔ اور پھر تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ڈمبالو، چلوسک اور ملوسک تینوں ہوش میں آچکے تھے۔ البتہ وہ پانی پر تیر رہے تھے اور انہیں

ہر طرف گہرا اندھیرا محسوس ہو رہا تھا۔ کنوئیں کا منہ بھی چونکہ ڈھکا ہوا تھا۔ اس لئے کنوئیں میں روشنی کی ایک باریک کرن تک داخل نہ ہو رہی تھی۔

"یہاں تو ہم بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے۔" اچانک ملوسک کی رو دینے والی آواز گونجی

"بھوک کی بات تو اور ہے پیاس کے لئے پانی موجود ہے اور پھر یہاں پانی میں ہماری ایڑیوں کو رگڑ آئے گی ہی نہیں۔ اس لئے ہم مریں گے بھی نہیں"۔ چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا اور ملوسک کے ساتھ ساتھ ڈمبالو کے بھی ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ اور چلوسک مطمئن ہو گیا۔ کیونکہ ان کا خیال بدلنے کے لئے اس نے جان بوجھ کر ایسا فقرہ کہا تھا۔

"اس اندھے کنوئیں میں پھینکنے کا مقصد تو آخر یہی ہو گا کہ ہم مر جائیں۔" ملوسک نے کہا۔

"دیکھو ملوسک۔ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ جب چاہتا ہے اس وقت

ہی موت آ سکتی ہے۔ ورنہ چاہے انسان کو جلتی ہوئی آگ میں کیوں نہ ڈال دیا جائے۔ تب بھی انسان نہیں مرتا۔ اس لئے موت سے کسی کو نہیں ڈرنا چاہیئے۔ موت تو اپنے وقت پر ہی آئے گی" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ دیکھو اس بادشاہ نے ہمیں کتنی بلندی سے نیچے پھینکا ہے۔ اس کا خیال ہو گا کہ ہم گرتے ہی مر جائیں گے۔ لیکن ہم زندہ ہیں۔"

"لیکن چلوسک ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے یہاں سے نکلنے کا تو کوئی راستہ ہی نہیں۔" ملوسک نے کہا۔

"دیکھو ملوسک۔ ہم حق پر ہیں اور ایک ظالم کے خلاف لڑ رہے ہیں اور ظالم کے خلاف لڑنے والوں کی اللہ تعالیٰ خود امداد کرتا ہے۔ اس لئے تم بے فکر رہو۔ کوئی نہ کوئی راستہ پیدا ہو ہی جائے گا۔ چلوسک نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر ابھی انہیں باتیں کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک ان کے سروں پر ایک کھٹکا سا ہوا اور وہ تینوں چونک پڑے

دوسرے لمحے ان کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں،
کیونکہ کنوئیں میں اچانک روشنی کا سیلاب سا آ گیا
تھا۔ مگر دوسرے لمحے ان تینوں نے آنکھیں کھول
دیں۔ ان کے سروں پر کنوئیں کی دیوار میں ایک
دروازہ سا بن گیا تھا اور روشنی اسی دروازے
میں سے آ رہی تھی۔

"اجنبی مہمانو۔ کیا تم زندہ ہو۔" اچانک ایک آواز
سنائی دی۔ اور پھر ایک نوجوان نے دروازے میں
سے اندر جھانکا۔ اس کے ہاتھ میں مشعل تھی۔

"ہاں ہم زندہ ہیں"۔ چلوسک نے فوراً جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ شکر ہے ہم ٹھیک وقت پر پہنچ گئے"۔
اسی نوجوان نے کہا اور پھر اس نے ایک موٹی سی
رسی ان کی طرف پھینک دی۔

"میں نے اس کا دوسرا سرا مضبوطی سے باندھ
دیا ہے۔ تم اس رسی کے ذریعے اوپر چڑھ آؤ۔
شاباش جلدی کرو۔ کہیں بادشاہ کے آدمی نہ آ جائیں"
اسی نوجوان نے کہا اور سب سے پہلے ملوسک نے
رسی پکڑی اور دوسرے لمحے وہ رسی کی مدد سے
اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی وہ اس دروازے تک
پہنچا۔ اسی نوجوان نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ لیا
اور ملوسک دروازے میں غائب ہو گیا۔ اس کے
بعد چلوسک بھی اس رسی کی مدد سے اوپر چڑھ گیا،
اور اسے بھی نوجوان نے پکڑ کر کھینچ لیا۔ سب سے
آخر میں ڈمبالو نے رسی پکڑی اور بڑی مشکل سے
اوپر چڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بھی دروازے سے گزر کر
ایک غار میں پہنچ گیا۔ یہاں چلوسک ملوسک کے
علاوہ دو اور نوجوان موجود تھے۔ ان دونوں کے
ہاتھوں میں مشعلیں تھیں۔ ڈمبالو کے اوپر چڑھ آنے
کے بعد ایک نوجوان نے پھرتی سے رسی واپس
کھینچی اور پھر دیوار کی ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا
تو دروازہ غائب ہو گیا۔ اب وہاں مضبوط اینٹوں کی
دیوار تھی۔ اور کوئی تصور نہ کر سکتا تھا کہ یہاں
بھی دروازہ ہو سکتا ہے۔

"تم لوگ کون ہو اور کیوں ہمیں بچانے آئے
ہو۔" چلوسک نے ان دونوں نوجوانوں سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"ابھی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ یہاں سے فوراً نکل جانا چاہیئے۔ بعد میں باتیں کریں گے۔"

اور پھر وہ ان تینوں کو ہمراہ لئے تیزی سے اس غار میں دوڑتے چلے گئے۔ کافی دیر بھاگنے کے بعد وہ غار کے دوسرے سرے پر پہنچ گئے۔ یہاں بھی ایک مضبوط سی دیوار تھی۔ ایک نوجوان نے یہاں بھی ایک کونے والی دیوار کی جڑ میں ایک اُبھرے ہوئے پتھر پر پیر مارا تو دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اور اب وہاں ایک دروازہ سا بن گیا۔ وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس دروازے سے باہر نکل گئے۔ باہر نکل کر اسی نوجوان نے جس نے دروازہ کھولا تھا دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ کو دبایا تو دیوار برابر ہوتی چلی گئی۔ اب وہ شاہی محل کی بیرونی دیوار کے باہر موجود تھے اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ وہ بھاگتے ہوئے جلد ہی ایک کھلے میدان کو پار کرکے ایک آبادی میں داخل ہو گئے جہاں بہت سے چھوٹے چھوٹے گھر موجود تھے۔ چند لمحوں بعد چلوسک ملوسک اور ڈمبالو ان دونوں نوجوانوں کے پیچھے چلتے ہوئے ایک

والے گھر میں پہنچ گئے۔ ایک نوجوان نے دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر وہ سب اندرونی کمرے میں جا کر اطمینان سے بیٹھ گئے۔

"آپ باتیں کریں میں آپ کے لئے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں۔" زاگورا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ چلوسک ملوسک میں سے کوئی بولتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اسی لمحے چلوسک کی نظریں کونے میں رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی میز پر پڑیں جس پر ان دونوں کے پستول رکھے ہوئے تھے۔ چلوسک نے جھپٹ کر دونوں پستول اٹھا لئے۔ پستول دیکھ کر ملوسک بھی اچھل پڑا۔

"واہ واہ مزا آ گیا۔ ہمارے پستول مل گئے" ملوسک نے ہاتھ بڑھا کر چلوسک سے پستول لیا۔ اور پھر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"مجھے زاگورا نے بتایا ہے کہ ان سے آپ نے بہت سے جلاد مار ڈالے ہیں۔ یہ کیا ہے ہمیں تو کوئی سمجھ نہیں آئی۔ زاگورا ہی انہیں اٹھا لایا تھا۔" شہزادہ آلو شان نے کہا۔

"زاگورا۔" چلوسک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ آپ تو جانتے نہیں۔ ٹھہریئے پہلے میں
اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کرا دوں۔" آتو شان
نے کہا۔ اور پھر اس نے تفصیل سے وہ تمام
واقعات سُنا دیئے۔ جس کے تحت سپہ سالار چھاٹا
نے بغاوت کر کے اس کے والدین کو قتل کر دیا۔
اور کس طرح زاگورا کی مدد سے وہ بچ نکلا اور
اب چھُپا ہوا ہے۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جزیرے کے
اصل بادشاہ اب آپ ہیں۔" چلوسک نے خوش
ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہوں تو میں ہی لیکن چھاٹا اور اس کے
جلاد بے حد ظالم ہیں۔ اسے اگر ذرا بھی شک ہو گیا
کہ میں زندہ ہوں تو مجھے فوراً مروا ڈالے گا۔"
شہزادہ آتو شان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ چھاٹا ظالم ہے اور ظالم کا
انجام اچھا نہیں ہوتا۔ آپ دیکھئے کہ ہم کس طرح
چھاٹا کو سزا دیتے ہیں۔ ہم اسے اور اس کے سارے
جلادوں کو ختم کر کے آپ کی بادشاہت کا اعلان

دیں گے" چلوسک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا
میں زاگورا کھانا لے کر آ گیا اور پھر وہ سب
ان کھانے میں مصروف ہو گئے۔ لیکن ابھی انہوں
نے کھانا تھوڑا سا ہی کھایا تھا کہ اچانک باہر شور
یا اور دوسرے لمحے بے شمار جلاد تلواریں لہراتے
واریں پھاند کر اندر آ گھسے اور پھر اس سے پہلے
ر چلوسک ملوسک اور ڈمبالو سنبھلتے۔ جلادوں نے انہیں
پھندوں میں بری طرح کس دیا۔ اور وہ سب بے بس ہو کر
رہ گئے۔

"اوہ۔ شہزادہ آتو شان زندہ ہے۔ جاؤ بادشاہ کو اطلاع
کرو۔" ایک سپاہی نے چیخ کر دوسرے سے کہا اور وہ
سپاہی دوڑتا ہوا چلا گیا۔

چلوسک ملوسک نے جیبوں میں سے پستول نکالنے کی
بے حد کوشش کی لیکن انہیں اس بُری طرح جکڑ دیا گیا تھا
کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد بادشاہ چھاٹا غصے سے لال پیلا
ہوتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

"شہزادہ زندہ ہے اور یہ زاگورا اس کا ساتھی۔ اور
یقیناً تم نے ہی ان اجنبیوں کو اندھے کنوئیں سے نکالا

ہوگا۔ اب تمہاری موت مقدر ہو چکی ہے۔ اور میں تمہیں
پورے جزیرے کے لوگوں کے سامنے عبرتناک موت
ماروں گا۔" سردار چپاٹا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا
"مگر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ ہم اندھے کنوئیں سے
آزاد ہو کر یہاں آئے ہیں" چلوسک نے حیرت
بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میرے ایک سپاہی نے تمہارے اس دیونما
ساتھی کو محل کی چھت پر پہرہ دیتے ہوئے دیکھ
لیا تھا۔ چنانچہ اس نے جب مجھے اطلاع دی۔
تو میں نے اندھے کنوئیں کی پڑتال کی وہاں تم
موجود نہ تھے لیکن اس اثناء میں تم غائب ہو
چکے تھے۔ میدان میں تمہارے گیلے پیروں کے
نشانات نے اس مکان تک رہنمائی کر دی اور
اس طرح میرے سپاہی یہاں تک پہنچ گئے۔
اور یہ بھی اچھا ہوا کہ یہاں آنے سے میرا
سب سے بڑا دشمن شہزادہ بھی ہاتھ آ گیا۔" بادشاہ
چپاٹا نے کہا اور پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا
کہ ان سب کو میدان میں لے جا کر ان پر
بھوکے درندے چھوڑ دیئے جائیں اور پورے جزیرے

میں منادی کرا دی جائے کہ جزیرے کا ہر آدمی
میدان میں پہنچ جائے تاکہ وہ سب اپنی آنکھوں
سے شہزادہ آزتو شان کا عبرتناک حشر دیکھ سکیں۔ یہ
حکم دے کر چپاٹا واپس چلا گیا۔ اور جلاد ان سب
کو لے کر گھر سے باہر نکل آئے۔

میدان کے گرد بنی ہوئی اونچی سیڑھیوں پر اس
وقت جزیرے کے لوگوں کا ہجوم تھا۔ چھاٹا کی طرف
سے منادی ہونے پر وہ سب کام چھوڑ کر میدان میں
پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ اگر انہیں
ذرا بھی دیر ہو گئی تو جلاد انہیں فوراً قتل کر ڈالیں گے
انہیں شہزادہ آتو شان کے زندہ ہونے کی خبر بھی مل گئی
تھی۔ لیکن انہیں معلوم تھا کہ اب تو شہزادہ آتو شان
بھوکے درندوں کا نوالہ بن جائے گا اور وہ کچھ بھی نہ کر
سکیں گے۔ سیڑھیوں پر جگہ جگہ مسلح جلاد چوکنے کھڑے
تھے۔ ایک طرف سردار چھاٹا کے لئے بڑا سا تخت بچھا ہوا
تھا اور وہ سب سردار چھاٹا کے انتظار میں خاموش بیٹھے
ہوئے تھے۔ اور سب کی نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں

میدان کی ایک دیوار میں بڑے بڑے دروازے
لگے ہوئے تھے جن کے پیچھے بھوکے درندے قید
تھے۔
"چلوسک۔ میں نے ایک ہاتھ کھول لیا ہے"
ڈمبالو نے جو چلوسک کے قریب پڑا ہوا تھا، خوش
ہوتے ہوئے کہا۔
"کھول لیا ہے تو جلدی سے اپنی اور ہم سب
کی رسیاں کھول دو"۔ چلوسک نے جواب دیا اور
ڈمبالو نے فوراً ہی اپنا دوسرا ہاتھ بھی رسیوں سے
آزاد کرا لیا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے ان دونوں
کی رسیاں ہاتھوں سے پکڑ کر توڑ ڈالیں۔ اور وہ
سب آزاد ہو گئے۔ اور عین اسی لمحے سردار چھاٹا بھی
آ کر تخت پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے بھوکے درندوں
کو آزاد کرنے کا حکم دے دیا اور سپاہیوں نے اوپر
سے ہی وہ بڑے دروازے کھول دیئے۔ اور دروازہ
کھلتے ہی دو خوفناک شیر اور دو کالے رنگ کے
وحشی چیتے دھاڑتے ہوئے باہر نکل آئے۔ چلوسک
ملوسک نے پھرتی سے اپنی جیبوں سے پستول نکال لئے
تاکہ ان درندوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ لیکن دوسرے لمحے

یہ دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے کہ دونوں پستولوں کے چلانے والے بٹن خراب ہو چکے تھے۔ وہ دب ہی نہ رہے تھے۔ شاید ان کے سپرنگ خراب ہو گئے تھے۔ زاگورا نے انہیں چلانے کے لئے غلط طور پر اور ٹیڑھا میڑھا کر کے دبایا تھا اس لئے وہ خراب ہو گئے تھے۔

"اوہ۔ مارے گئے۔ ہمارے پستول خراب ہو گئے ہیں" چلوسک طوسک نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہٹ جاؤ۔ ہٹ جاؤ۔ میں ان درندوں سے لڑتا ہوں" اچانک ڈمبالو نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب بے اختیار ڈمبالو کے پیچھے ہو گئے۔ درندے آزاد ہوتے ہوئے دھاڑتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔ لیکن ڈمبالو تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ شاید چلوسک طوسک اور دوسرے ساتھیوں کو بچانا چاہتا تھا اور اسے آگے بڑھتا دیکھ کر سب درندے اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور پھر ان سب نے بیک وقت دھاڑتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اس کے قریب آتے، ڈمبالو نے اچانک چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا ایک طرف جا کھڑا ہوا اور درندے چونکہ تینوں طرف سے اس پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اس لئے وہ دھاڑتے ہوئے ایک دوسرے سے ٹکرا

گئے۔ اسی لمحے ڈمبالو بجلی کی سی تیزی سے ان پر جھپٹا اور پھر اس نے ایک چیتے کی ٹانگ ایک ہاتھ سے پکڑی اور دوسرے لمحے اسے یوں ہوا میں گھمایا جیسے لاٹھی گھماتے ہیں اور چیتے کا جسم باقی درندوں سے ٹکرا گیا اور وہ درندے اس سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ اسی لمحے ڈمبالو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چیتے کی ایک ٹانگ کو پھرتی سے پیر کے نیچے دبایا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹانگ کو پوری قوت سے کھینچا اور چیتے کے حلق سے بڑی کربناک دھاڑ نکلی۔ اور اس کا جسم درمیان سے چرتا چلا گیا۔ اس لمحے باقی درندوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ ڈمبالو نے اس چیتے کو ایک طرف پھینکا اور ایک شیر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پھرتی سے اٹھایا اور اپنے جسم سے ٹکرانے والے دوسرے شیر پر دے مارا۔ اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے لات لہرا کر دوسرے چیتے کی پسلیوں پر ماری اور وہ خوفناک چیتا اس کی لات کھا کر لڑھکتا ہوا دور جا گرا۔ اور ڈمبالو نے ایک لات نیچے گرے ہوئے شیر کی گردن پر رکھ کر دونوں ہاتھوں میں پکڑے

ہوئے شیر کے جسم کو پوری قوت سے اُٹھا کر زمین پر
دے مارا اور پھر اس نے اپنے پیر کے نیچے پھڑکتے
ہوئے شیر کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور اُسے گھما کر
پہلے شیر پر زور سے دے مارا۔

"بچو ڈمبالو" اچانک چلوسک نے چیخ کر کہا اور وہ
سیاہ رنگ کا چیتا جو لات کھا کر ایک طرف جا گرا تھا،
اور اب پشت پر سے حملہ کر رہا تھا اپنے مقصد میں کامیاب
نہ ہو سکا۔ اور ڈمبالو کے اچانک ایک طرف ہٹنے سے
وہ اس شیر پر جا گرا جو نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کر
رہا تھا۔ اسی لمحے ڈمبالو نے دونوں ہاتھوں میں پکڑے
ہوئے شیر کو ایک بار پھر گھما کر ان دونوں پر دے
مارا۔ شیر اور چیتے بُری طرح دھاڑ رہے تھے مگر ڈمبالو
انہیں یوں گھما گھما کر پھینک رہا تھا جیسے وہ شیر
چیتے نہ ہوں چھوٹے چھوٹے کھلونے ہوں۔ اور دوسرے
لمحے اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زور سے جھٹکا
دے کر مخالف سمتوں میں پھیلا دیا اور اس کے
ہاتھوں میں پکڑے ہوئے شیر کا جسم دو حصوں میں
چرتا چلا گیا۔ اور ڈمبالو نے اُسے دُور اچھال دیا۔
اب صرف ایک شیر اور ایک چیتا مقابلے میں

رہ گئے تھے۔ اور پھر ڈمبالو بجلی کی سی تیزی سے آگے
بڑھا اور اس نے ان دونوں پر بیک وقت چھلانگ
لگا دی۔ دوسرے لمحے شیر اور چیتا اس کی بغلوں میں
دبے ہوئے زمین سے اٹھتے چلے گئے۔ اس کی ایک
بغل میں شیر کی گردن اور دوسری بغل میں چیتے کی
گردن دبی ہوئی تھی اور ان کے دھڑ ہوا میں پھڑک
رہے تھے۔ وہ ڈمبالو کو پنجوں سے زخمی کرنے کی
کوشش کر رہے تھے۔ مگر ڈمبالو نے زور سے نعرہ
مارا اور اپنے دونوں بازوؤں کو پوری قوت سے
دبا دیا اور پھر انہیں یوں پھینک دیا جیسے وہ حقیر
کیڑے ہوں۔ میدان میں بیٹھے ہوئے سب لوگ
حیرت سے ڈمبالو اور بھوکے درندوں کی اس خوفناک
جنگ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ ڈمبالو کی بے پناہ طاقت
اور پھرتی پر حیران تھے کہ اس نے کس طرح اکیلے
ہی دو خوفناک شیروں اور دو سیاہ چیتوں کو مار ڈالا
سردار چماٹا بھی حیرت سے ڈمبالو اور بھوکے درندوں
کی یہ لڑائی دیکھ رہا تھا وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا
کہ کوئی انسان اتنا طاقتور ہو سکتا ہے۔ شیروں اور
چیتوں کو مارنے کے بعد ڈمبالو فاتحانہ نعرے لگاتا ہوا

تیزی سے میدان کے اس کونے تک بڑھتا چلا گیا۔ جدھر سردار چماٹا اوپر تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا۔ اچانک ڈمبالو نے زوردار چھلانگ ماری اور وہ جیسے ہوا میں اڑتا ہوا میدان کی اونچی دیوار پار کر کے ان سیڑھیوں پر جا کھڑا ہوا جہاں چماٹا کا تخت بچھا ہوا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جھپٹ کر چماٹا کی گردن ایک ہاتھ میں پکڑی اور اُسے لئے ہوئے دوبارہ میدان میں چھلانگ لگا دی۔ چماٹا کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ میدان میں آتے ہی ڈمبالو نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر چماٹا کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور پھر اس نے اچھل کر دونوں پیر پوری قوت سے اس کے سینے پر مارے اور چماٹا کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور اس کا سینہ پچکتا چلا گیا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون کے فوارے بہہ نکلے اور وہ ایک لمحے میں ہلاک ہو گیا۔

"لوگو! ان جلادوں پر ٹوٹ پڑو۔ یہ تمہارے اصل بادشاہ آتو شان کا حکم ہے۔ ان سے انتقام لو۔" اچانک زاگورا نے چیختے ہوئے کہا اور لوگ جو حیرت

سے بُت بنے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ چماٹا کو مرتے دیکھ کر اور زاگورا کی آواز سن کر اچانک اُچھلے اور پھر وہ سب درمیان میں کھڑے جلادوں پر ٹوٹ پڑے۔ جلادوں نے اپنے دفاع کے لئے تلواریں چلائیں لیکن وہ بیک وقت کتنے آدمیوں کو مار سکتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ لوگ ان سے چمٹ گئے اور چند ہی لمحوں بعد انہوں نے سارے جلادوں کی بوٹیاں اڑا دیں۔

اس طرح ظالم چماٹا اور اس کے جلادوں کا خاتمہ ہو گیا اور پھر سب لوگوں نے خوشی سے ناچنا شروع کر دیا۔ وہ بادشاہ آتو شان کے نعرے لگا رہے تھے۔ اور پھر وہ سب میدان میں کود پڑے اور انہوں نے آتو شان کو کندھوں پر اٹھا لیا۔ چلوسک ملوسک کو بھی لوگوں نے اٹھا لیا۔ مگر ڈمبالو ان سے نہ اٹھ سکا۔ وہ اس کے ہاتھ چومنے لگے۔ اس طرح یہ جلوس خوشی سے اچھلتا ہوا اور نعرے لگاتا ہوا شاہی محل پہنچ گیا۔ اور پھر آتو شان کی باقاعدہ تاجپوشی کی گئی اور پورے جزیرے میں جشن منایا جانے لگا۔ ہر شخص نے

اطمینان کا سانس لیا۔ اُتو شان نے بادشاہ بنتے ہی زاگورا کو اپنا وزیر اعظم بنا لیا اور چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کو شاہی مہمانوں کا درجہ دیا گیا۔ اور پورے ملک میں تین روز تک جشن منانے کا حکم دے دیا۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بھی بے حد خوش تھے کہ ان کی وجہ سے ایک ظالم کا خاتمہ ہوا اور لوگوں کو اس کے ظلم سے نجات مل گئی۔

چلوسک نے فرصت ملتے ہی سب سے پہلے اپنے پستول مرمت کئے۔ اور پھر وہ بھی لوگوں کے ساتھ مل کر جشن منانے میں مصروف ہو گئے۔ خوشی اور مسرت کا جشن۔ پورا جزیرہ خوش تھا کہ انسان تو انسان درخت تک خوشی سے جھوم رہے تھے۔ وہ بھی جلاد بادشاہ کے خاتمہ پر جزیرے کے رہنے والوں کے ساتھ مل کر جھوم رہے تھے۔ ہر طرف خوشی ہی خوشی تھی۔ مسرت ہی مسرت۔

ختم شُد

بچوں کے لئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک کے کارنامے

- چلوسک ملوسک
- چلوسک ملوسک پرستان میں
- چلوسک ملوسک جنت میں
- چلوسک ملوسک کی شامت
- چلوسک ملوسک اور عمرو عیار
- چلوسک ملوسک طلسم ہوشربا میں
- چلوسک ملوسک اور بادشاہ دیو
- چھن چھنگو اور چلوسک ملوسک
- چلوسک ملوسک اور سمندری دیو
- چلوسک ملوسک کے دشمن
- چلوسک ملوسک اور گلاب شہزادی
- چلوسک ملوسک اور ٹارزن
- چلوسک ملوسک ٹارزن اور خوفناک جن کی
- چلوسک ملوسک اور جلاد بادشاہ

چھن چھنگو کے کارنامے

- چھن چھنگو
- چھن چھنگو اور ظالم جادوگر
- چھن چھنگو اور خوفناک بونے
- چھن چھنگو اور مکار بڑھیا
- چھن چھنگو اور جاگوڑہ جن
- چھن چھنگو کا مقابلہ
- چھن چھنگو اور چلوسک ملوسک
- چھن چھنگو پرستان میں
- چھن چھنگو اور جادوگر دیو
- چھن چھنگو اور شیطان بڑھا
- چھن چھنگو اور پراسرار بادشاہ
- چھن چھنگو اور لونا جن
- چھن چھنگو اور پراسرار دیوتا
- چھن چھنگو قید میں

فیصل شہزادے کے کارنامے

- خطرناک نقاب پوش
- پراسرار گڑیا
- خوفناک گروہ
- بھوت حویلی
- غدار جاسوس
- کالا گلاب
- موت کا قہقہہ
- موت کا پھندہ
- الٹی چال
- چار بٹے
- خوفناک ہنگامہ
- جاسوس مجرم

آنگو بانگو کے کارنامے

- آنگو بانگو
- آنگو بانگو سمندر میں
- آنگو بانگو پرستان میں
- آنگو بانگو سرخ قلعے میں
- آنگو بانگو اور تنگ شہزادی
- آنگو بانگو جادو نگری میں
- آنگو بانگو چاند پر
- آنگو بانگو اور آدم خور شہزادی
- آنگو بانگو شیروں کی وادی میں

بچوں کی دیگر کتب

- کاف مشعل پری
- بدصورت ملکہ
- پیرا من طوطا
- ٹارزن کی شادی
- خانخاں دیو
- عمرو کی موت
- ٹارزن اور خونی گدھ
- ظالم بردہ فروش
- جبل دیو
- ٹارزن اور پراسرار قبیلہ
- ایک حقی شہزادی
- عمرو کی شادی
- ٹارزن پنجرے میں
- پریوں کی شہزادی
- ٹارزن اور خوفناک گوریلے
- عمرو اور مسخرہ جادوگر
- شعلہ پری
- ٹارزن اور ہاتھی قبیلہ
- شیر دل اور ساحر جادوگر
- ٹارزن اور خونخوار مگرمچھ
- من موتی بینا
- بے وقوف شہزادہ
- بدروح کا دوست
- بھوتوں کا ناچ
- ٹارزن کی شکست
- ٹارزن اور اندھا ہاتھی
- شہزادی چھوٹا اور زرباغ دیو
- عمرو اور چنگیز جادوگر

یوسف برادرز
پبلشرز، بکسیلرز
پاک گیٹ ملتان